مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی
عظمت وشان پر مشتمل 40 فرامینِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعہ بنام

ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

اربعینِ صدیقی

پیشکش شعبہ: دعوتِ اسلامی کے شب وروز

شب وروز www.dawateislami.net

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے
ان شاء اللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ
عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مستطرف، ج1،ص40دارالفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

نام رسالہ : اَربعینِ صدیقی

مؤلف : ابوالحسّان کاشف شہزاد عطاری مدنی اسکالر المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر دعوتِ اسلامی)

تعاون : دعوتِ اسلامی کے شب وروز (News Website Of Dawateislami)

صفحات : 22

اشاعتِ اول: (آن لائن): جمادی الاخری ۱۴۴۳ھ، جنوری 2022ء

shaboroz@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

دُرود شریف کی فضیلت

حضرت علامہ مَجدُ الدّین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: جب کسی مجلس میں (یعنی لوگوں میں) بیٹھو اور کہو: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد تو اللہ پاک تم پر ایک فِرِشتہ مقرّر فرمادے گا جو تم کو غیبت سے باز رکھے گا۔ اور جب مجلس سے اُٹھو تو کہو: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد تو فِرِشتہ لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔ (القول البدیع، ص278)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

پہلے اسے پڑھئے

اسلام کے ابتدائی دور سے ہی عاشقانِ رسول نے فرامینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سننے سنانے، یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کو اپنا معمول بنائے رکھا۔ حدیثِ رسول کی خدمت کی ایک صورت "اَرْبَعِیْن" یعنی 40 حدیثوں کا گلدستہ تیار کرنا بھی ہے۔ پہلی صدی ہجری میں ہی اَرْبَعِیْن مُرتَّب کرنے کا مبارک سلسلہ شروع ہو گیا جو آج تک جاری ہے اور عاشقانِ رسول نے لاتعداد موضوعات (Topics) پر بے شمار اَرْبَعِیْن تیار کی ہیں۔ اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی روایات میں 40 حدیثیں اُمّت تک پہنچانے کی ترغیب دلائی اور اس کی فضیلت بیان فرمائی۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا: مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْمَا یَنْفَعُهُمْ مِنْ اَمْرِ دِیْنِهِمْ بَعَثَهُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ الْعُلَمَاءِ یعنی جس شخص نے میری اُمّت تک چالیس ایسی حدیثیں پہنچائیں جن سے انہیں دینی معاملے میں فائدہ ہو تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کا

حَشْر علماء کے ساتھ فرمائے گا۔(شعب الایمان،2/270،حدیث:1725)

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یومِ وِصال 22 جُمادَی الاُخریٰ کی مُناسَبَت سے آپ کی عظمت و شان پر مشتمل ”اَربَعِین“یعنی 40 فرامینِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا مدنی گلدستہ پیشِ خدمت ہے۔ اکثر احادیث کی ضروری وضاحت(Explanation)بزرگانِ دین کے کلام کی مدد سے کی گئی ہے۔

قارئین(Readers)سے گزارش ہے کہ اس مجموعے میں کسی بھی اعتبار سے کوئی غلطی یا کمزوری پائیں تو فقیر کو اس رابطہ نمبر:(03162061443)پر ضرور آگاہ فرمائیں۔

40 فرامینِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

(1)جبریل میرے پاس آئے، میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری اُمّت جنت میں داخل ہوگی۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ!میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور وہ جنتی دروازہ دیکھتا۔ ارشاد فرمایا:اَمَا اِنَّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ یعنی اے ابو بکر!میری اُمّت میں سے تم جنّت میں داخل ہونے والے پہلے شخص ہوگے۔(ابوداؤد،4/280،حدیث:4652)

شرح: یعنی عنقریب تم اس دروازے کو دیکھو گے اور میری اُمّت کے تمام افراد سے پہلے اس میں داخل ہوگے۔ یہ حدیث شریف اس بات کی دلیل ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُمّت میں سب سے اَفْضل ہیں ورنہ ساری اُمّت سے پہلے جنت میں داخل نہ ہوتے۔(مرقاۃ المفاتیح،10/381،تحت الحدیث:6033)یہ واقعہ شبِ معراج یا کسی اور موقع کا ہے۔(لمعات التنقیح،9/602)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوّل اس اُمّت سے وہ شخص جو داخلِ جنت ہوگا صدیقِ اکبر ہیں۔(مطلع القمرین،ص240)

امام محمد بن عبد الباقی زُرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس اُمّت کے مردوں میں سے سب سے پہلے داخلِ جنت ہوں گے جبکہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا عورتوں میں سب سے پہلے۔ بعض روایات میں بعض دیگر حضرات کے لئے جنت میں پہلے جانے کی جو بِشارت ہے اس سے مراد ان دونوں مقدس ہستیوں کے بعد جنت میں جانا ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس اُمّت کی عزت و تکریم ظاہر کرنے کے لئے ان کی خاطر ایک مخصوص دروازہ رکھا گیا ہے جس سے یہ داخلِ جنت ہوں گے۔ (زرقانی علی المواہب، 12/387)

(2) يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی تمہارے پاس (ابھی) ایک جنتی مرد آئے گا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے۔ (ترمذی، 5/388، حدیث: 3714)

(3) صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ ارشاد ہوا: نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا اَبَا بَكْرٍ یعنی ہاں، اور اے ابو بکر! مجھے امید ہے کہ تم انہی لوگوں میں سے ہو گے۔

(بخاری، 2/520، حدیث: 3666)

نوٹ: امام بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رِجَاءُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاقِعٌ مُّحَقَّقٌ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّید (Expectation) واقع اور تحقیق شدہ ہوتی ہے۔ (عمدۃ القاری، 11/410)

(4) جنت کے پرندے بُختی اونٹوں کی طرح (بڑے) ہیں جو جنتی درختوں سے کھاتے پھرتے ہیں۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! یہ پرندے کس قدر نعمتوں والے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا:

اَکَلَتُهَا اَنْعَمُ مِنْهَا ان پرندوں کو کھانے والے(جنتی)ان سے بھی زیادہ نعمتوں والے ہیں۔اس کے بعد ارشاد فرمایا: وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ یَّاْکُلُ مِنْهَا یَا اَبَا بَکْرٍ یعنی اے ابو بکر!میں یہ امید کرتا ہوں کہ تم بھی ان کھانے والوں میں سے ہوگے۔

(مسند احمد، 21/34، حدیث:13311)

نوٹ: اے عاشقانِ رسول!کسی چیز کے مستقبل(Future)میں واقع ہونے کی اُمّید ظاہر کرنے کے لئے عربی زبان میں مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔مذکورہ دونوں حدیثوں میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ”اَرْجُوْ“کا کلمہ استعمال فرمایا،جبکہ کئی دفعہ اس مقصد کے لئے ”لَعَلَّ“ استعمال ہوتا ہے۔قرآن و حدیث میں مُتَعَدَّد (Numerous) مقامات پر ”لَعَلَّ“ کا لفظ آیا ہے۔یہ لفظ اگر کسی عام شخص کے کلام میں آئے تو اس سے اُمّید،تَوَقُّع (Expectation)کے معنی مراد لئے جائیں گے،لیکن اگر اللہ پاک،اس کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یا اولیائے کرام میں سے کسی ہستی کے کلام میں یہ لفظ آئے تو اس کے معنی کیا ہوں گے؟شارحِ بخاری امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاعْلَمْ اَنَّ کَلِمَۃَ ”لَعَلَّ“ مَعْنَاهَا لِلتَّرَجِّیْ اِلَّا اِذَا وَرَدَتْ عَنِ اللهِ اَوْ رَسُوْلِهٖ اَوْ اَوْلِیَائِهٖ فَاِنَّ مَعْنَاهَا التَّحْقِیْقُ یعنی اس بات کو جان لو کہ ”لَعَلَّ“ کا معنی اُمّید ہے لیکن اگر یہ کلمہ اللہ پاک،اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یا اولیائے کرام استعمال فرمائیں تو اس کا معنی تحقیق (یقین،certainty)کا ہوتا ہے۔(عمدۃ القاری،6/124،تحت الحدیث:1295)

(5)اَنْتَ عَتِیْقُ اللهِ مِنَ النَّارِ یعنی (اے ابو بکر!)تم اللہ پاک کی طرف سے دوزخ سے آزاد شدہ ہو۔(ترمذی،5/382،حدیث:3699)

شرح: حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:”عَتِیق“ کے بہت معنی ہیں:

پرانا، افضل جیسے کعبہ کو بیتِ عَتِیق کہتے ہیں، آزاد شدہ، آزاد کرنے والا۔ یہاں "عَتِیق" بمعنی آزاد کرنے والا ہے، حضرت صدیق کے غلام بھی دوزخ سے آزاد ہیں۔

تو ہے آزاد سقر سے ترے بندے آزاد   ہے یہ سالک بھی ترا بندۂ بے زر صِدّیق

(مراٰۃ المناجیح،8/356)

(6) مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یعنی جسے دوزخ سے آزاد کسی شخص کو دیکھنا ہو تو وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔ (معجم اوسط،6/456، حدیث:9384)

(7) اَبُوْ بَکْرٍ عَتِیْقٌ فِی السَّمَاءِ وَعَتِیْقٌ فِی الْاَرْضِ یعنی ابو بکر آسمان میں بھی عَتِیق ہیں اور زمین میں بھی عَتِیق ہیں۔ (مسند الفردوس،1/250، حدیث:1788)

(8) لَایَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْهِمْ اَبُوْ بَکْرٍ اَنْ یَّؤُمَّهُمْ غَیْرُهٗ جس قوم میں ابو بکر موجود ہوں تو ان کے لئے مناسب نہیں کہ کوئی اور ان کی اِمامت کرے۔ (ترمذی،5/379، حدیث:3693)

شرح: اس حدیث میں دلیل ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دینی معاملے میں تمام صحابہ سے افضل ہیں اسی لئے خلافت کے معاملے میں بھی آپ کو ہی آگے رکھا گیا۔ شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کے معاملے میں آپ کو آگے رکھا تو بھلا ہماری دنیا کے معاملے میں آپ کو پیچھے کون کرسکتا ہے۔ (لمعات التنقیح،9/601، تحت الحدیث:6029)

(9) مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ یعنی ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(بخاری،1/242، حدیث:678)

نوٹ: سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرضِ وفات میں یہ حکم فرمایا۔ عرض کی گئی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نرم دل انسان ہیں، آپ کی جگہ کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز نہ

پڑھا سکیں گے۔ یہ سن کر دوبارہ یہی حکم فرمایا۔ دوسری مرتبہ عرض کو دہرایا گیا تو آپ نے زور دے کر یہی حکم فرمایا۔(بخاری، 1/242،حدیث:678) امام ابنِ حجر مکی ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیثِ پاک کو مُتَواتِر قرار دیا ہے۔(الصواعق المحرقۃ، ص23)

حدیثِ مُتَواتِر: وہ حدیث جس کو (سند کے ہر طبقہ میں) راویوں کی اتنی بڑی تعداد روایت کرے جس کا جھوٹ پر مُتَّفِق ہونا عادۃً مُحال (Impossible) ہو اسے حدیثِ مُتَواتِر کہتے ہیں۔(المقدمۃ فی اصول الحدیث، ص92)

(10) اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مرضِ وفات میں) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کے نماز پڑھانے کی آواز سنی تو حُجرۂ مُقَدَّسہ سے مبارک سر باہر نکال کر غضب ناک لہجے میں ارشاد فرمایا: لَا لَا لَا لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ یعنی نہیں، نہیں، نہیں، لوگوں کو نماز ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر صدیق) پڑھائیں۔(ابوداؤد، 4/284، حدیث:4661)

(11) مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ یعنی مجھے کسی مال سے اتنا فائدہ نہیں ہوا جو ابو بکر کے مال سے ہوا ہے۔ یہ سن کر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض گزار ہوئے: هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ یعنی یارسول اللہ! میں اور میرا مال دونوں آپ ہی کے ہیں۔(ابن ماجہ، 1/72، حدیث:94)

شرح: اس حدیث شریف سے یہ درس ملتا ہے کہ احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا اور اس کے لئے دعا کرنا اچھے اخلاق میں سے ہے۔(التیسیر، 2/29)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال کو اس طرح استعمال فرماتے تھے جیسے کوئی شخص اپنے مال کو استعمال کرتا ہے۔(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، ص72، رقم:36)

منقول ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو آپ کی مِلْکِیَّت

(Property) میں 40 ہزار دینار موجود تھے، یہ سارا مال آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر خرچ کر دیا۔(فیض القدیر، 5/642)

کیا پیش کریں آقا کیا چیز ہماری ہے یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

(12) مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاہُ مَا خَلَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِیْہِ اللہُ بِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی ہم نے ابو بکر کے سوا سب کے حُسنِ سُلوک کا بدلہ دے دیا ہے البتہ ان کی خِدمات کا بدلہ اللہ کریم قیامت کے دن خود عطا فرمائے گا۔(ترمذی، 5/374، حدیث:3681)

(13) اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبَا بَکْرٍ یعنی بے شک سب لوگوں سے بڑھ کر اپنی جان اور مال کو مجھ پر خرچ کرنے والے ابو بکر ہیں۔(بخاری، 2/517، حدیث:3654)

شرح: شیخِ مُحقّق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ”اَمَنّ“ ”مَنّ“ سے ہے جس کے معنی یہاں عطا ہیں نہ کہ احسان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر کسی کا احسان نہیں ہے بلکہ ہر کسی پر اللہ و رسول کا احسان ہے۔(لمعات التنقیح، 9/592)

(14) مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے (غزوۂ تبوک کے موقع پر) ایک دن ہم لوگوں کو صَدَقہ کرنے کا حکم دیا، اتفاق سے اس وقت میرے پاس کثیر مال موجود تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر کسی دن میں حضرت ابو بکر سے آگے بڑھ سکتا ہوں تو وہ دن آج ہی ہے۔ میں اپنا آدھا مال لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پوچھا: مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِكَ یعنی اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا: آدھا مال ان کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ (اس کے بعد) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے پاس موجود تمام مال لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا: مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِكَ

یعنی اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عاشقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اَبْقَیْتُ لَھُمْ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ میں کسی معاملے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ (ابوداؤد، 2/179، حدیث:1678)

شرح: سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا تمام مال صدقہ کرنے سے منع اس لئے نہیں فرمایا کیونکہ آپ ان کی اچھی نیت اور ایمانی قوت سے واقف تھے اس لئے ان پر کسی فتنے کا خوف نہیں تھا اور نہ یہ اندیشہ تھا کہ انہیں لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑے گا، البتہ ایک شخص نے سونا اور دوسرے شخص نے کپڑا پیش کیا تو ان پر فتنے کے خوف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ (شرح ابی داؤد للعینی، 6/432، تحت الحدیث:1798)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سارا مال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آدھے مال سے مقدار (Quantity) میں کم تھا لیکن دَرَجے (Ranking) کے اعتبار سے زیادہ تھا کیونکہ آپ نے اپنا سارا مال بارگاہِ رسالت میں حاضر کر دیا اور گھر والوں کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ (لمعات التنقیح، 9/601، تحت الحدیث:6030)

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس　　صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

(15) جبرائیل میرے پاس آئے اور کہا: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُكَ اَنْ تَسْتَشِیْرَ اَبَا بَکْرٍ یعنی اللہ پاک آپ کو ابو بکر سے مشورہ کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ (جامع الاحادیث، 1/78، حدیث:374)

نوٹ: تابعی بزرگ حضرت سیدنا سعید بن مُسَیّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بارگاہِ رسالت میں وزیر کی طرح تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تمام معاملات میں آپ سے مشورہ (Consultation) فرماتے تھے۔ (مستدرک، 6/8، رقم:4456)

(16)عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ فِیْهَا اِسْمِیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَاَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ مِنْ خَلْفِیْ یعنی مجھے آسمانِ دنیا کی طرف لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا وہاں میرا نام "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ" اور میرے نام کے پیچھے "ابوبکر الصدیق" (لکھا ہوا) پایا۔(مسند ابو یعلی، 5/502، حدیث:6576)

(17)سفرِ معراج سے واپسی کے موقع پر جبریلِ امین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اِنَّ قَوْمِیْ لَا یُصَدِّقُوْنِیْ یعنی میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ جبرائیل علیہ السلام عرض گزار ہوئے: یُصَدِّقُكَ اَبُوْ بَکْرٍ وَهُوَ الصِّدِّیْقُ یعنی آپ کی تصدیق ابو بکر کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔(معجم اوسط، 5/233، حدیث:7173، صواعق محرقہ، ص70)

(18)یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ اللهَ سَمَّاكَ الصِّدِّیْقَ یعنی اے ابو بکر! اللہ پاک نے تمہارا نام "صِدِّیْق" رکھا ہے۔(کنزالعمال، 6/254، حدیث:32612، جزء:11)

نوٹ: مشہور مُفَسِّر، حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قُرطُبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو "صِدِّیْق" کہنے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے جیسے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو "رسول" کہنے پر اتفاق ہے۔(تفسیر قرطبی، 3/189)

(19)بے شک اللہ پاک نے مجھے تم لوگوں کی طرف بھیجا تو دیگر لوگوں نے مجھے جھٹلایا لیکن ابو بکر نے میری تصدیق کی اور انہوں نے اپنی جان و مال کے ذریعے میری مدد کی۔(اس کے بعد دو مرتبہ فرمایا:) فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْالِیْ صَاحِبِیْ یعنی کیا تم لوگ میرے دوست کو میرے لئے نہیں چھوڑ سکتے۔(بخاری، 2/519، حدیث:3661)

شرح: امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: صدیقِ اکبر کے خَصائِص (Specialties) سے اس قدر بَس (یعنی کافی (Enough) ہے) کہ

رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شانِ گرامی کو تمام شانوں سے الگ کر دیا اور انہیں خاص اپنی ذاتِ پاک کے لئے چُن لیا(Select کر لیا)۔(مطلع القمرین، ص57)

شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں حضرت صدیق اکبر کی کتنی عظمت و محبت تھی، نیز اشارۃً ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر تمام صحابہ سے افضل ہیں۔

(نزہۃ القاری، 4/566)

(20) لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ اُمَّتِيْ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ یعنی اگر میں اپنی اُمّت میں سے کسی کو خَلِیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور دوست ہیں۔(بخاری، 2/518، حدیث: 3656)

شرح: سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابو بکر کو خَلِیل نہ بنانا اس وجہ سے تھا کیونکہ انسانوں میں سے کسی کو خَلِیل بنانا آپ کے شایانِ شان نہ تھا۔ یہ اور اس جیسی دیگر حدیثیں اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ انسانوں میں سے کوئی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خَلِیل نہیں ہے۔ ”وہ میرے بھائی اور دوست ہیں“ سے مراد یہ ہے کہ وہ میرے اسلامی بھائی اور کشادگی و تنگی، سفر و حَضَر کے ساتھی ہیں۔(عمدۃ القاری، 11/392) اس حدیث سے معلوم چلا کہ خلیل کا مرتبہ دوست اور بھائی سے بلند ہوتا ہے۔(فتح الالہ، 10/557)

امام محمد بن عبد الباقی زُرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی اور کو اپنا خلیل بناتا اور اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تو ابو بکر صدیق کو بناتا کیونکہ وہ اس بات کے اہل ہیں، لیکن میں نے انہیں خلیل نہیں بنایا کیونکہ اللّٰہ پاک کو خلیل بنانے کے بعد کسی اور کو خلیل بنانے کی گنجائش نہیں رہتی۔(شرح زرقانی علی المواہب، 12/77)

(21)اَنْتَ صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ وَصَاحِبِیْ فِی الْغَارِ یعنی (اے ابو بکر!) تم میرے حوضِ کوثر کے اور غار کے ساتھی ہو۔(ترمذی،5/378،حدیث:3690)

شرح: یعنی دنیا و آخرت میں میرے ساتھی ہو۔ غار (Cave) میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ ہونا حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ایسی خصوصی شان ہے جس میں کوئی اور آپ کا شریک نہیں ہے۔(لمعات التنقیح،9/601،تحت الحدیث:6028)

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمام صحابہ شَرَفِ صُحبت سے مُشَرَّف تھے، مگر لفظ "صَاحِبِیْ" کہ بیسیوں حدیثوں میں آیا خاص اسی جنابِ گردُوں قِباب (بلند پایہ ہستی) کے لئے ہے کہ جیسی صُحبت (Companionship) انہیں ملی دوسرے کو مُیَسَّر (Available) نہ ہوئی۔ سولہ برس کی عُمر (Age) سے رَفاقتِ حضور اختیار کی، عمر بھر حاضرِ دربار و شریکِ ہر کار (ہر کام میں شریک) و مُونِسِ لَیل و نَہار (رات دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راحت پہنچانے والے) رہے۔ بعدِ وفات کَنارِ جاناں میں جا پائی (انتقال کے بعد اپنے محبوب کے قریب دفن ہوئے)، روزِ قیامت حضور کے ہاتھ میں ہاتھ مَحشُور ہوں گے (اٹھیں گے)، حوضِ کوثر پر ہم راہِ رِکاب رہیں گے، پھر فِردوسِ اعلیٰ میں رَفاقتِ دائمی (اعلیٰ ترین جنت میں ہمیشہ کا ساتھ) ہے۔ (مطلع القمرین، ص180)

(22)مَا صَحِبَ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَجْمَعِیْنَ وَلَا صَاحِبُ یٰسٓ اَفْضَلُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی نبیوں اور رسولوں کے جس قدر صحابی ہیں اور صاحبِ یٰسٓ، ان میں سے کوئی بھی ابو بکر سے افضل نہیں ہے۔(کنز العمال،6/250،حدیث:32561،جز:11) **نوٹ:** صاحبِ یٰسٓ سے مراد حضرت سیدنا حبیب نَجّار رضی اللہ عنہ ہیں جن کا واقعہ اللہ پاک نے سورۂ یٰسٓ شریف میں ذکر فرمایا نیز ان کا جنتی اور مُکَرَّم ہونا بیان کیا گیا۔(مطلع القمرین، ص195 تسہیلاً)

(23) مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰى اَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَفْضَلَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ یعنی نبیوں اور رسولوں کے بعد سورج کسی ایسے شخص پر طلوع اور غروب نہیں ہوا جو ابو بکر سے افضل ہو۔(کنز العمال،6/254،حدیث:32619،جزء:11)

شرح: اس حدیثِ پاک کے تحت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

فصیح و بلیغ لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ جب کسی بات کا مکمل انکار کرنا ہو تو اسے اس طرح کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں، مثلاً: سورج کسی ایسی چیز پر طلوع نہ ہوا، یا طلوع و غروب نہ ہوا، آسمان کے سائے میں ایسا کوئی نہیں، زمین اس سے خالی ہے، کسی ایسے شخص پر نہ دن چمکا نہ رات تاریک ہوئی، وغیرہ۔

اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے آج تک نبیوں اور رسولوں کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی شخص پیدا نہ ہوا۔

(مطلع القمرین، ص194)

(24) مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا یعنی اے ابو بکر! ان دو افراد کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ پاک ہو۔(بخاری،2/517،حدیث:3653)

شرح: (مکہ مکرمہ سے مدینۂ منورہ ہجرت کے دوران) مشرکین نشانِ قدم دیکھتے ہوئے غارِ ثور کے منہ پر پہنچ گئے۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئے کہ اگر مشرکین میں سے کوئی اپنے قدموں کے نیچے نظر کرے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ اس موقع پر رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔(نزہۃ القاری،4/560)

امام بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

دو افراد سے مراد اپنی ذاتِ پاک اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جبکہ اللہ پاک کے ان دو کا تیسرا ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ پاک اپنی قدرت، مدد اور اِعانت کے ذریعے ان دونوں کے ساتھ ہے۔(عمدۃ القاری، 11/388، تحت الحدیث:3653)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں:

ان تین کا چوتھا نظر آتا نہیں کوئی　　　واللہ کہ صدیق کا ہمتا نہیں کوئی

(مطلع القمرین، ص57)

(25)اَرْحَمُ اُمَّتِی بِاُمَّتِی اَبُو بَکْرٍ یعنی میری امت میں سے اُمّت کے حال پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہیں۔(ابن ماجہ، 1/102، حدیث:154)

(26)اِنَّ اللہَ تَعَالٰی یَکْرَہُ فَوْقَ سَمَائِہٖ اَنْ یَّخْطَأَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ فِی الْاَرْضِ یعنی اللہ پاک جو آسمان کا مالک ہے اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ ابو بکر صدیق زمین پر غلطی کریں۔(کنز العمال، 6/250، حدیث:32570، جز:11)

(27)جو اپنے کپڑے کو تکبر کی وجہ سے گھسیٹے گا، اللہ پاک قیامت کے دن اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا۔ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! اگر میں خاص اہتمام نہ کروں تو میرے تہبند کا ایک کنارہ لٹک جاتا ہے۔اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَسْتَ مِمَّنْ یَّصْنَعُہٗ خُیَلَاءَ یعنی تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔(بخاری، 4/45، حدیث:5784)

نوٹ: اس حدیث شریف میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی خوبی (یعنی تکبر نہ کرنے) کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی جو آپ جانتے تھے۔

(عمدۃ القاری، 15/214)

(28) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: ایک چاندنی رات میں جب کہ سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں سر رکھے آرام فرما تھے، میں نے عرض کیا: کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں؟ ارشاد ہوا: نَعَمْ عُمَرُ یعنی ہاں! عمر (کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں)۔ اُمُّ المؤمنین نے دوبارہ عرض کی: فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی (میرے والد) حضرت ابو بکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَۃٍ وَاحِدَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی عمر کی تمام نیکیاں ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی مثل ہیں۔ (مشکوٰۃ، 2/423، حدیث: 6068)

شرح: شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں مقدار و تعداد (Quantity) اور کیفیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کی طرح ہیں۔ اگر یہ فرض (Suppose) کر لیا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں (تعداد میں) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں سے زیادہ ہیں تو پھر بھی اپنی نیکیوں کی قوت اور عظمت کی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی افضل رہیں گے۔ (لمعات التنقیح، 9/635)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقیر کے نزدیک اس (ایک نیکی) سے ہجرت کی رات غارِ ثور میں حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت مراد ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/391)

شرفِ مِلّت علّامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کہ آسمان کے ستاروں (Stars) کی تعداد کتنی ہے اور اُمّتِ مُسلمہ کے افراد کی نیکیوں کی تعداد کتنی ہے۔ (اشعۃ اللمعات مترجم، 7/433)

(29) بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: لوگوں میں سے آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ دوبارہ عرض کی گئی: مردوں میں سے کون؟ ارشاد ہوا: اَبُوْھَا یعنی ان

کے والد (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔(بخاری،2/519،حدیث:3662)

شرح: شارحِ مسلم امام ابو زکریا یحییٰ بن شَرَف نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان کا واضح اعلان ہے اور اس میں اہلِ سنت کے اس عقیدے کی دلیل موجود ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے افضل ہیں۔(شرح النووی علی مسلم،8/153،جزء:15)

(30) ایک عورت نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنا معاملہ عرض کیا جس پر اسے دوبارہ حاضر ہونے کا حکم ہوا۔ عورت وِصالِ ظاہری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض گزار ہوئی: اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (تو کیا کروں)؟ ارشاد فرمایا: اِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَاْتِیْ اَبَا بَکْرٍ یعنی اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آنا۔(بخاری،4/480،حدیث:7220)

شرح: اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد خلیفہ بلافصل ابو بکر ہوں گے۔(نزہۃ القاری،4/564) نیز اس میں غیب کی خبر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ پاک کی عطا سے بتائی۔(شرح النووی علی مسلم،8/155،جزء:15)

(31) مرضِ وفات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: اپنے والد ابو بکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر تیار کر دوں۔ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا (خلافت کی) تمنا کرے گا اور کہے گا: میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں۔ وَیَاْبَی اللہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ یعنی اللہ پاک اور مؤمنین صرف ابو بکر کو ہی (بطورِ خلیفہ) تسلیم کریں گے۔(مسلم،ص999،حدیث:6181)

شرح: اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وِصالِ ظاہری کے بعد مُستقبل (Future) میں ہونے والے

معاملے کی خبر ہے کہ مسلمان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنانے پر راضی نہیں ہوں گے، چنانچہ یہ تمام باتیں اسی طرح واقع ہوئیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بیٹے کو بلانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ حکم کے مطابق تحریر تیار کریں۔

(شرح النووی علی مسلم، 8/155، جز:15)

(32) اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ حاضرین سے روزے، جنازے میں شرکت، مسکین کو کھانا کھلانے اور مریض کی عیادت سے متعلق سوال کیا کہ آج کس نے یہ اعمال کئے ہیں؟ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ عرض کرتے: اَنَا یعنی میں (نے یہ عمل کیا ہے)۔ اس موقع پر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا اجْتَمَعْنَ فِی امْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جس شخص میں یہ تمام اَوصاف جمع ہوں وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم، ص398، حدیث:2374)

شرح: امام اَبُوالفَضْل قاضی عِیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یعنی ایسا شخص حساب کتاب اور اپنی غلطیوں (Mistakes) پر کسی سزا کے بغیر جنت میں داخل ہوگا ورنہ صرف ایمان بھی اللہ پاک کے فضل و کرم سے جنت میں داخلے کو لازم کر دیتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں: (مذکورہ چاروں نیکیوں کا کسی شخص میں) ایک ہی دن جمع ہو جانا اس شخص کی سعادت مندی، اچھے خاتمے اور پھر جنت میں داخلے پر دَلالت کرتا ہے۔

(اکمال المعلم، 7/391)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پوچھنے پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر بار جواب میں عرض کرتے: "اَنَا یعنی میں"۔ اس کے تحت شیخِ مُحقِّق، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ "میں" کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ بعض

بزرگانِ دین کا اس لفظ کے استعمال سے منع فرمانا اس صورت میں ہے جبکہ تکبر اور انانیت و بڑائی کی نیت سے کہا جائے، ورنہ قرآن و حدیث اور آثار میں یہ لفظ بے شمار مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا "اَنَا یعنی میں" کہنا اور سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس پر انکار نہ فرمانا دلیل کے لئے کافی ہے۔(لمعات التنقیح،4/348،تحت الحدیث:1891)

(33) نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا:

ایک شخص گائے کو ہانک کر لے جا رہا تھا کہ اچانک اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارا۔ گائے نے کہا: اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِھٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ یعنی ہمیں اس (سواری کے) لئے پیدا نہیں کیا گیا، ہمیں تو صرف کھیتی باڑی (ہل چلانے) کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

(یہ سن کر) حاضرین نے کہا: سبحان اللہ، گائے نے کلام کیا۔

حضراتِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اس مجلس میں موجود نہ تھے، اس کے باوجود رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِھٰذَا اَنَا وَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ یعنی اس بات پر میں بھی ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر و عمر بھی اس پر ایمان لاتے ہیں۔(بخاری،2/466،حدیث:3471)

شرح: یعنی میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ واقعی گائے نے کلام کیا تھا، یہ کوئی وہم نہیں، خیالی بات نہیں اور نہ ہی شیطان کی طرف سے دل میں ڈالی ہوئی بات ہے، یا میں گائے کی کہی ہوئی بات پر ایمان لاتا ہوں کہ گائے کی تخلیق صرف کھیتی باڑی کے لئے ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے ایمان لانے کے ساتھ حضراتِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جمع فرمانا ان دونوں حضرات کے ایمان کی قوّت اور کمال کی طرف اشارہ ہے۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اس بات پر ایمان

لانے کی خبر کیسے دے دی حالانکہ ان دونوں حضرات کو اس بات کا علم تک نہیں تھا اور نہ ان کی طرف سے اس بات پر ایمان لانے کا اظہار ہوا؟

جواب: مراد یہ ہے کہ اگر وہ دونوں حضرات اس بات پر مُطَّلِع (Informed) ہوتے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی خبر دی ہے) تو ضرور اس پر ایمان لاتے، اس بات کی تصدیق کرتے اور اس میں بالکل تَرَدُّد (Hesitation) نہ کرتے۔

اس حدیث شریف کے الفاظ "وَمَا هُمَا ثَمَّ" یعنی جس وقت یہ بات چیت ہوئی تو یہ دونوں حضرات مجلسِ اقدس میں حاضر نہ تھے، اس میں ان حضرات کی تعریف اور بارگاہِ رسالت میں قَدْر و مَنْزِلَت میں مُبالغہ ہے۔ اگر یہ دونوں حضرات اُس مجلس میں حاضر ہوتے تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِتّفاقی طور پر ان کا نام ذکر فرمادیا، لیکن ان حضرات کی غیر موجودگی کے باوجود ان کے ایمان لانے کی خبر دینا، بارگاہِ رسالت میں ان کی قدر و منزلت کو زیادہ ظاہر کرتا ہے۔ (لمعات التنقیح، 9/626، تحت الحدیث: 6056)

(34) ابوبکر و عمر نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام اُدھیڑ عمر جنتی لوگوں کے سردار ہیں۔ لَا تُخْبِرْهُمَا یَا عَلِیُّ یعنی اے علی! تم ان دونوں کو یہ بات مت بتانا۔ (ترمذی، 5/376، حدیث: 3686)

شرح: یعنی مجھ سے پہلے نہ بتانا، تاکہ میرے بتانے سے انہیں زیادہ خوشی حاصل ہو۔ (فیض القدیر، 1/117، تحت الحدیث: 68)

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردارِ دو جہاں ۔۔۔ اے مُرتَضٰی! عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

(35)(جنت میں)اعلیٰ درجات والوں کو نچلے درجے والے ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے کنارے میں طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو۔ وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَاَنْعَمَا یعنی ابو بکر و عمر بھی ان ہی (اعلیٰ درجات والوں) میں سے ہیں اور یہ دونوں بہت اچھے ہیں۔ (ترمذی، 5/372، حدیث:3678)

شرح: بلند درجات والے جنّتی دوسرے جنتیوں کو ایسے نظر آئیں گے جیسے زمین والوں کو تارے نظر آتے ہیں، وہ ایک دوسرے کو دکھائیں گے: دیکھو وہ ہیں حضرت صدیق، وہ ہیں حضرت عمر۔ حضرت ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سارے بلند درجے والے جنتیوں سے افضل و اعلیٰ ہوں گے، جب یہ جنت کے نچلے درجوں میں جھانکیں گے تو ان درجوں میں ایسی چاندنی پھیل جائے گی جیسے زمین پر چودھویں رات کے چاند سے پھیل جاتی ہے، ان کی شان ان شاءاللہ وہاں دیکھیں گے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/384 بتغیر)

(36) اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ یعنی میرے بعد ابو بکر و عمر کی پیروی کرنا۔ (ترمذی، 5/374، حدیث:3682)

شرح: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دونوں حضرات کی اِطاعت کا حکم دینے میں ان حضرات کی تعریف پوشیدہ ہے یعنی یہ دونوں اس لائق ہیں کہ جس بات کے کرنے کا حکم فرمائیں یا جس کام سے منع کریں اس میں ان کی اِطاعت کی جائے۔ اس حدیث میں ان حضرات کی اچھی سیرت اور اِخلاص نیز وصالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ بننے کی طرف بھی اشارہ موجود ہے۔ (فیض القدیر، 2/72، تحت الحدیث:1318)

(37) ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ یعنی یہ دونوں کان اور آنکھ کی مثل ہیں۔ (ترمذی، 5/378، حدیث:3691)

شرح: امام عبد اللہ بن عمر شیرازی شافعی المعروف قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:یعنی مسلمانوں میں ان دونوں کا وہی مقام ہے جو جسم کے اعضاء(Body Parts) میں کان اور آنکھ کا، یا پھر دین میں ان دونوں کا وہی مرتبہ ہے جو جسم کے اعضاء میں کان اور آنکھ کا، یا پھر یہ دونوں میرے نزدیک کان اور آنکھ کی طرح عزت کے مقام میں ہیں۔

یہ احتمال بھی ہے کہ ان دونوں حضرات میں حق بات کو سن کر اس پر عمل کرنے نیز اپنی ذات اور آسمان وزمین میں موجود نشانیوں کو دیکھ کر ان میں غور کرنے کی حرص اور شدید جذبے کی وجہ سے رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کان اور آنکھ قرار دیا۔

(تحفۃ الابرار،3/547)

ایک معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ دونوں میرے لئے کان اور آنکھ کی طرح ہیں جن کے ذریعے میں سنتا اور دیکھتا ہوں۔(لمعات التنقیح،9/632، تحت الحدیث:6064)

اَصۡدَقُ الصّٰدِقِیۡن سَیِّدُ الۡمُتَّقِیۡن چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش،ص312)

(38) روزِ قیامت ایک مُنادی(پکارنے والا) یہ ندا کرے گا:لَا یَرۡفَعَنَّ اَحَدٌ مِّنۡ هٰذِهِ الۡاُمَّةِ كِتَابَهٗ قَبۡلَ اَبِیۡ بَكۡرٍ وَعُمَرَ یعنی اس امت میں سے کوئی بھی اپنا نامۂ اعمال ابو بکر و عمر سے پہلے نہ اٹھائے۔(جمع الجوامع،1/244،حدیث:1757)

شرح: اپنا نامۂ اعمال پہلے اٹھانے کی بدولت ان دونوں حضرات کی عظمت و شان قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے ظاہر ہو جائے گی اور یہ حضرات میدانِ قیامت میں زیادہ عرصے تک انتظار سے بھی محفوظ رہیں گے۔حدیث شریف میں ہے کہ امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر معاملے میں دیگر امتوں سے آگے ہے،نامۂ اعمال بھی ان باتوں میں سے

ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام امتوں کے افراد سے پہلے اپنے نامۂ اعمال اٹھائیں گے۔(فیض القدیر،1/548، تحت الحدیث:818)

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: تاخیرِ حساب نوعِ عذاب (حساب کتاب میں دیر ہونا عذاب کی ایک قسم) ہے اور وہ بلائے جان کاہ (ایسی سخت مصیبت ہے) جس کے سبب اولین و آخرین (اگلے پچھلے لوگ) تنگ آکر کہیں گے: کاش! دوزخ میں ڈال دیئے جائیں مگر حساب جلد ہو جائے، اور بے شک جس قدر حساب میں دیر ہے طبیعت کو اِضْطِراب و خوف و رَجا کا پیچ و تاب بیشتر (خوف و امید کا الجھنا زیادہ) ہے اور اسی قدر دُخولِ جنت کی پروہگی مُؤَخَّر (جنت میں Entry کا اجازت نامہ رُکا ہوا) ہے۔ ابو بکر و عمر کا مرتبہ اللہ کے نزدیک اس حد کو پہنچا کہ انہیں سب سے پیشتر (پہلے) اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔(مطلع القمرین، ص240)

(39) اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ یعنی سب سے پہلے میں اپنی قبر سے باہر نکلوں گا، اس کے بعد ابو بکر اور پھر عمر۔(ترمذی،5/388، حدیث:3712)

شرح: سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضراتِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اپنی قبروں سے نکلنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات حجرۂ مقدسہ میں قربِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آرام فرما ہیں۔(لمعات التنقیح،9/602، تحت الحدیث:6032)

اس حدیث شریف میں شیخین کریمین (ابو بکر و عمر) رضی اللہ عنہما کی اللہ پاک کی بارگاہ میں عظمت و شان کا بیان ہے۔(التنویر،4/257، تحت الحدیث:2676)

(40) ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔ فَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيْلُ وَمِيكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ

الْاَرْضِ فَاَبُو بَکْرٍ وَّعُمَرُ یعنی آسمان والوں میں سے میرے وزیر جبرئیل و میکائیل جبکہ زمین والوں میں سے ابو بکر و عمر ہیں۔(ترمذی،5/382،حدیث:3700)

شرح: شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وزیر کا لفظ ”وِزْرٌ“ سے بنا ہے جس کا معنی بوجھ ہے، وزیر کو وزیر اس لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ بادشاہ کا بوجھ اٹھاتا اور اپنی رائے کے ذریعے اس کی مدد کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو آپ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ فرماتے تھے جیسے بادشاہ اپنے وزیروں سے مشورہ کرتا ہے۔(لمعات التنقیح،9/632،تحت الحدیث:6065)

امام ابنِ حجر مکی ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس طرح حضراتِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما انسانوں میں سے امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سردار ہیں یونہی حضراتِ جبریل و میکائیل علیہما السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی فرشتوں کے سردار ہیں۔(فتاویٰ حدیثیہ، ص286)

راقم الحروف اپنی اس ادنیٰ تالیف کو محدثِ اعظم ہند، علّامہ سیّد احمد مُحَدِّث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر پر ختم کرتا ہے:

مرتبہ حضرتِ صدیق کا ہے یہ سیّد ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

(فرش پہ عرش، ص11)

اللہ کریم ”اَرْبَعِینِ صِدِّیقی“ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے مُؤَلِّف کے لئے مغفرت کا سبب بنائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْمَا یَنْفَعُھُمْ مِنْ اَمْرِ دِیْنِھِمْ بَعَثَہُ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الْعُلَمَاءِ

ترجمہ: جس شخص نے میری اُمت تک چالیس ایسی حدیثیں پہنچائیں جن سے انہیں دینی معاملے میں فائدہ ہو تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کا حشر علماء کے ساتھ فرمائے گا۔

(شعب الایمان، 2/270، حدیث:1725)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net